روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

The ALFAZL Daily

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 29 نومبر 2013ء 24 محرم 1435 ہجری 29 نبوت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 270

خدا کے مجنوں

اَے مرے پیارے جہاں میں تُو ہی ہے اِک بے نظیر
جو ترے مجنوں حقیقت میں وہی ہیں ہوشیار

اِس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پالیتے ہیں وُہ اور دوسرے اُمیدوار

کون ہے جس کے عَمل ہوں پاک بے انوارِ عشق
کون کرتا ہے وفا بن اُس کے جِس کا دِل فِگار

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:

شرک سے آپ کواس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جبکہ آپ جان کندن کی تکلیف میں کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے تھے خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (الخ)

یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اوراُن سے دعائیں کرتے ہیں۔آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہوگی بلکہ میں اس سے کلی طور پر بیزار ہوں گا۔

خداتعالیٰ کے لئے آپ کی غیرت کا ذکرآپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے۔مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہرقسم کی رشوتیں پیش کیں تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں اور آپ کے چچا ابوطالب نے بھی آپ سے اس امر کی سفارش کی اور کہا کہ اگرتم نے یہ بات نہ مانی اور میں نے تمہارا ساتھ بھی نہ چھوڑا تو پھر میری قوم مجھے چھوڑ دے گی تو اس پر آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لاکر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدائے واحد کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رُک سکتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 284-285 مطبوعہ مصر 1936ء)

اسی طرح اُحد کے موقع پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سارے سازوسامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت توڑ دی ہے اور ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل۔اُعْلُ ھُبَل۔یعنی ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو۔تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو جو دشمن کی نظروں سے چھپے کھڑے تھے اور اِس چھپنے میں ہی اُن کی خیر تھی حکم دیا کہ جواب دو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ .

(بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب (الخ)

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 240)

صرف ایک ہی جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’آج آپ ساری دنیا پھرلیں آپ ہر جگہ صرف ایک ہی ’’جماعت‘‘ دیکھیں گے جو بحیثیت جماعت کام کررہی ہے اور جماعت کے نام سے معروف ہے۔اگر اور کوئی جماعت کے نام سے ہو گی تو وہ چند ایک جگہوں میں ہی ہوگی۔پس آج صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو ایک لیڈرشپ کے تحت دنیا کے تمام ممالک میں پہچانی جاتی ہے۔جماعت کا ایک خلیفہ ہے اور ساری جماعت ایک خلیفہ کے تحت کام کرتی ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل مورخہ 24/اکتوبر 2013ء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

گلشن وقف نو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گلشن وقف نو میں بنفس نفیس شمولیت فرماتے ہیں۔آئندہ چند پروگراموں کا شیڈیول درج ذیل ہوگا۔واقفین نو اور ان کے والدین ان پروگرامز سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

30 نومبر	11:20pm
یکم تا 3 دسمبر	11:20pm-12:00 6:20 am
7 دسمبر	11:20 pm- 8:05pm
8 دسمبر	12:00pm-6:20am
	11:20pm- 8:05pm
9-10 دسمبر	11:20pm-12:00pm - 6:20am
15 دسمبر	11:20pm-8:05pm -6:20am
17 دسمبر	11:20pm-12:00pm - 6:20am

(ایم ٹی اے لندن)

مرسلہ :نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 21 نومبر 2013ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

خطبہ عیدالاضحیٰ

فرمودہ 16/اکتوبر 2013ء

س: حضور انور نے خطبہ عید الاضحیٰ کہاں ارشاد فرمایا؟

ج: بیت الہدیٰ، سڈنی، آسٹریلیا

س: حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں کس آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ بیان کریں؟

ج: سورۃ الحج:38 ترجمہ، ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے۔ تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

س: لفظ ''عید'' اور ''اضحیہ'' کے معنی بیان کریں؟

ج: فرمایا! عید کہتے ہیں بار بار آنے والی چیز اور خوشی کا موقعہ۔ اضحیہ کا مطلب خوب دن چڑھنے اور قربانی کی بکری بھی ہیں۔

س: خانہ کعبہ کی دیواریں استوار کرتے وقت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کیا دعائیں کی تھیں؟

ج: فرمایا! حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے دعائیں کی تھیں کہ ہماری ذریّت میں سے بھی ایک عظیم نبی مبعوث فرما۔

س: حقیقی قربانی کا مقصد بیان کریں؟

ج: فرمایا! تمہاری قربانیوں کی ظاہری شکل کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی بلکہ وہ روح نتیجہ پیدا کرتی ہے جس کے ساتھ قربانی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر نہ اس قربانی کی روح پیدا ہوسکتی ہے نہ ہی تقویٰ کے بغیر اس کا نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے۔ جو حقیقی قربانی کا مقصد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرمادیا کہ تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا۔ فرمایا تمہارے دلوں کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔

س: قربانی کا ماحاصل بیان کریں؟

ج: فرمایا! یہ قربانیاں جو کسی بھی صورت میں ہوں یہ ذریعہ ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا۔

س: اعمال کا دارومدار کس بات پر موقوف ہے ؟

ج: فرمایا! حدیث میں آتا ہے کہ یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس اگر نیت تقویٰ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش ہے تو یہ قربانی قبول ہوگی۔

س: قربانی کی روح کے ساتھ ظاہری چھلکے یا گوشت کا ثواب کس طرح ملتا ہے ؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ کو تو گوشت کی ضرورت نہیں ہاں جب نیت نیک ہو خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور قربانی کر کے اس میں سے غریب بھائیوں کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی نیت سے دیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس قربانی کے ظاہری چھلکے یا گوشت کا بھی ثواب دے دیتا ہے۔

س: حضور انور نے امیر ملکوں میں رہنے والے احمدی احباب کو ''قربانی'' کے حوالہ سے کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! امیر ملکوں میں رہنے والے جن کو توفیق ہے وہ جماعتی نظام کے تحت یا اپنے طور پر پاکستان اور غریب ملکوں میں بھی قربانی کیا کریں۔

س: ''محسن'' کے معانی بیان کریں؟

ج: فرمایا! محسن کا مطلب دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا بھی ہے۔ محسن کا مطلب نیکیوں پر چلنے والا بھی ہے اور محسن کا مطلب صاحب علم بھی ہے۔

س: تقویٰ کے مضمون کو بیان کریں؟

ج: فرمایا! تقویٰ قربانی کی روح ہے نہ کہ ظاہری قربانی اور اس علم کی وجہ سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارت پانے والے ہیں ہدایت پانے والے ہیں اس کے انعامات سے حصہ لینے والے ہیں۔ پس احسان اللہ تعالیٰ کا ہے بندے کا نہیں کہ اس عمل پر جو تقویٰ پر بنیاد ہے اللہ تعالیٰ بندے کو نواز رہا ہے۔ ہمیشہ ایک حقیقی مومن اپنے سامنے یہ چیز رکھتا ہے اور رکھنی چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر کوئی نیکی نیکی نہیں صرف دکھاوا ہے اور دکھاوے کی نماز پڑھنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

س: عبادت کا مغز کس چیز کو قرار دیا گیا ہے؟

ج: فرمایا! عبادت کا مغز نماز ہے یعنی سب عبادتوں کی معراج نماز ہے۔ آپ نے فرمایا اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ نمازیں عبادت کا مغز بھی ہیں مقصد پیدائش کو پورا کرنے والی بھی ہیں ۔لیکن ایک طرف نمازیں ہیں اور دوسری طرف لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے تو یہ تقویٰ کے بغیر ہیں اور یہی پھر ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس ہماری قربانیاں اور ہماری عبادتیں تقویٰ چاہتی ہیں۔

س: حضور انور نے یٰاَبَتِ افعل ما تؤمر (الصّٰفّٰت:103) کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! ''جس بات کا بھی تجھے میرے بارہ میں حکم ہے وہ کر'' چھری پھیرنے کا حکم ہے تو چھری پھیر دے مجھ سے قربانیاں لیتے چلے جانے کا حکم ہے تو اس کے لئے تیار ہوں۔ چھری پھروا کر جان دینے والوں کی مثالیں تو موجود ہیں ...... میں تو خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کو بھی تیار ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو بھی یہی فرمایا کہ میں ایک وقتی قربانی نہیں مانگتا گو باپ بیٹا اس کے لئے بخوشی تیار ہیں۔ میں تو مسلسل قربانیاں مانگ رہا ہوں ایسی قربانیاں مانگ رہا ہوں جن کا تسلسل جاری رہے۔

س: ''قربانی ایک مسلسل عمل'' کے مضمون کو بیان کریں؟

ج: فرمایا! مسلسل عمل ہی قربانی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اپنا وقت دعوت الی اللہ کیلئے وقف کریں، پمفلٹ تقسیم کریں اپنے رابطے بڑھائیں اپنے ساتھیوں کو دعوت الی اللہ کریں اپنے کام کی جگہ پر بھی اپنے رویوں سے اپنے نمونے سے اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کریں یہ مسلسل عمل جو ہے اور نیکیوں پر قائم ہونا جو ہے یہی ایک قربانی ہے۔

س: حضور انور نے حقوق العباد کی ادائیگی کی حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! حقوق العباد کی ادائیگی بھی قربانی کا رنگ رکھتی ہے۔ اگر کسی بھی رنگ میں غریبوں کی خدمت ہے حقوق کی ادائیگی ہے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک ہے ایک دوسرے کو معاف کرنے کی عادت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سارے کام ہو رہے ہیں تو پھر ان حقوق کی ادائیگی بھی عبادت بھی بن جاتی ہیں۔ اگر حقوق غصب کر رہے ہیں تو پھر عبادتیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔

س: حضور انور نے معرفت کاملہ کے حصول کے متعلق حضرت مسیح موعود کا کون سا اقتباس فرمایا؟

ج: حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے اور خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو بے باکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔

س: دین حق میں نجات کے لئے کس قسم کی قربانی کی ضرورت ہے؟

ج: فرمایا! نجات کے لئے جو معرفت سے پیدا ہو اور بے باکی سے نجات پیدا ہوتی ہے جو اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے محتاج ہیں، نہ صلیب کے حاجت مند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔

س: خطبہ کے آخر پر حضور انور نے کن کن لوگوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی؟

ج: حضور انور نے سب شہداء اور ان کے عزیزوں، اسیران، جھوٹے مقدموں میں ملوث افراد، مالی قربانیاں کرنے والوں اور واقفین زندگی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ نیز فرمایا ہر اُس جگہ پر جہاں جماعت کی مخالفت ہے وہاں کے احمدی پریشان ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔

بسلسلہ اردو زبان

اردو کے ضرب المثل اشعار

ایسا رہا کرو کہ کریں لوگ آرزو
ایسا چلن چلو کہ زمانہ مثال دے

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت اماں جان کی پاکیزہ سیرت کے بعض نمایاں پہلو

کل احمدیہ جماعت سے آپ کی سچی مادرانہ محبت وشفقت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

(نوٹ: یہ مضمون حضرت اماں جان کی زندگی میں لکھا گیا۔)

حضرت والدہ صاحبہ کے متعلق تو بہت کچھ لکھنے کو دل چاہتا ہے۔اور یہ موضوع ایسا ہے جس سے سیری نہیں ہوسکتی۔مگر طبیعت کی خرابی، سرکی کمزوری خاص کر زیادہ لکھنے سے مانع رہی، اور ہے۔اس مبارک وجود کے لئے حضرت مسیح موعود نے جو مصرع تحریر فرما دیا وہی ایسا جامع ہے کہ اس سے بڑھ کر تعریف نہیں ہوسکتی تھی۔ع

''چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے''

اللہ تعالیٰ کا کسی کو چن لینا کیا چیز ہے۔اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس محسن ورحمٰن خدا نے کیا کیا جوہر اس روح میں رکھ دیئے ہوں گے جس کو اس نے اپنے مسیحا کے لئے تخلیق کیا۔ میں ان کی تعریف اس لئے نہیں کروں گی کہ وہ میری والدہ ہیں بلکہ اس نظر سے کہ وہ فی زمانہ ''(احمدیوں) کی ماں'' ہیں اور خدا کو حاضر وناظر جان کر اس امر کی گواہی ہمیشہ دوں گی کہ وہ اس منصب کے قابل ہیں۔خدا نے میری والدہ پر فضل واحسان فرمایا کہ ان کو اپنے مسیحا کے لئے چن لیا۔مگر انہوں نے بھی خدا کی ہی نصرت کے ساتھ دکھا دیا وہ اس کی اہل ہیں اور اس انعام اور احسان خداوندی کی بے قدری وناشکری ان سے کبھی ظہور میں نہیں آئی۔اور خدا کا شکر ہے کہ یہ باران رحمت بے جگہ نہیں برسا۔ بلکہ بار آور زمین اس سے فیضیاب ہوئی۔ زیادہ کیا لکھوں، مجمل طور سے آپ کی چند خصوصیات اور خوبیوں کا ذکر لکھ دیتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ تک بے شک ہمارے دلوں پر آپ کی شفقت کا اثر والدہ صاحبہ سے زیادہ تھا۔مگر آپ کے بعد آپ کو دنیا کی بہترین شفیق ماں پایا اور آج تک وہ شفقت ومحبت روز افزوں ثابت ہو رہی ہے۔ ہمیشہ آپ کی کوشش رہی ہے۔خصوصاً لڑکیوں کے لئے کہ ان کے مہربان باپ کی کمی کو پورا فرماتی رہیں۔ یہ تڑپ اس لئے بھی رہی کہ دراصل آپ کو حضرت اقدس کی ہم پر مہر ومحبت وشفقت کا خوب اندازہ تھا۔ مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رعب تھا۔اور ہم بہ نسبت آپ کے حضرت مسیح موعود سے دنیا کے عام قاعدہ کے خلاف بہت زیادہ بے تکلف تھے۔اور مجھے یاد ہے کہ حضور اقدس کے حضرت والدہ صاحبہ کی بے حد قدر ومحبت کرنے کی وجہ سے آپ کی قدر میرے دل میں بھی بڑھا کرتی تھی۔

آپ باوجود اس کے کہ انتہائی خاطر داری اور ناز برداری آپ کی حضرت اقدس کو ملحوظ رہتی کبھی حضور کے مرتبہ کو نہ بھولتی تھیں۔ بے تکلفی میں بھی آپ پر پختہ ایمان اور اس وجود مبارک کی پہچان آپ کے ہر انداز وکلام سے مترشح تھی۔

آخر میں بار بار وفات کے متعلق الہامات ہوئے۔تو ان دنوں بہت غمگین رہتیں۔ اور کئی بار میں نے آپ کو اور حضرت مسیح موعود کو اس امر کے متعلق باتیں کرتے سنا۔ حضرت اقدس بشاش روتھے۔مگر والدہ صاحبہ کی اس امر کے متعلق اداسی کا اثر لیتے اور خود بھی ذرا خاموش ہوجاتے۔

ایک بار مجھے یاد ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس سے کہا۔(ایک دن تنہائی میں الگ نماز پڑھنے سے پہلے نیت باندھنے سے پیشتر) کہ ''میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے پہلے اٹھالے۔'' یہ سن کر حضرت نے فرمایا ''اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں۔'' ان الفاظ پر غور کریں اور اس محبت کا اندازہ کریں۔ جو حضرت مسیح موعود آپ سے فرماتے تھے حضرت مسیح موعود کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی آپ میں واقع ہوئی۔ پھر میں نے آپ کو پرسکون مطمئن اور بالکل خاموش نہیں دیکھا۔ایک بے قراری اور گھبراہٹ سی آپ کے مزاج میں باوجود انتہائی صبر اور ہم لوگوں کی دلداری کے خیال کے پیدا ہوگئی۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔اس دن سے کہ آپ دنیا میں ہیں بھی، مگر نہیں بھی۔اور ایک بے چینی سی ہر وقت لاحق ہے جیسے کسی کا کچھ کھو گیا ہو۔ اس سے زیادہ میں اس کیفیت کی تفصیل نہیں بیان کرسکتی۔

صفات حسنہ

آپ کی خاص صفات یہ ہیں کہ آپ بے انتہا صابرہ ہیں اور پھر شاکرہ۔ ہر وقت کلمات شکر الٰہی آپ کی زبان پر جاری رہتے ہیں۔ دعاؤں کی آپ بہت ہی عادی ہیں۔ گو فرماتی ہیں کہ اب اس زور کی دعا کمزوری کے سبب سے مجھ سے نہیں ہو سکتی جس میں میری طاقت بہت خرچ ہوتی تھی۔ نماز آپ بے حد خشوع اور خضوع سے ادا فرماتی ہیں۔اس کمزوری کے عالم میں آپ کے سجدوں کی طوالت دیکھ کر بعض وقت اپنی حالت پر سخت افسوس اور شرم معلوم ہوتی ہے۔

غریبوں کے لئے خاص طور پر دل سے تڑپ رکھتی ہیں۔ ہر وقت کسی کو مدد پہنچانے کا آپ کو خیال رہتا ہے۔ خیرات میں آپ کا ہاتھ کسی کی حالت سنتے ہی سب سے اول بڑھتا ہے۔ اپنے نوکروں پر خاص شفقت فرماتی ہیں۔اگر کسی مزاج دار خادمہ کے تنگ کر دینے پر کبھی کچھ سخت کہتی بھی ہیں تو میں نے دیکھا کہ جب تک اس کو پھر خوش نہ کر لیں زبان سے بھی اور کچھ دے دلا کر بھی آپ کو خود آرام نہیں ملتا۔ ان کے آرام کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ ہم لوگ بھی اگر دو تین بار اوپر تلے کوئی کام کہہ دیں تو فرماتی ہیں کہ بس اب وہ تھک گئی ہے اس بیچاری میں اتنی طاقت کہاں ہے وغیرہ۔

اس عمر میں اس وقت تک بھی کسی پر اپنا بار نہیں ڈالتیں۔خادموں کو بھی تکلیف نہیں دیتی۔اپنے ہاتھ سے ہی زیادہ تر کام کرتی ہیں۔ بار بار اس حال میں کہ ضعف سے ٹانگیں کانپ رہی ہوتی ہیں خود کرسی پر چڑھ کر حجرہ (کمرہ کا نام ہے) میں جاکر جو چیز نکالنی ہو، لاتیں۔(خادمہ) چھوٹی لڑکیوں کو بیٹی کہہ کر پکارنا، ان کے کپڑوں اور کھانے پینے کا خود ہی خیال رکھنا، دوسری عورتوں پر نہ چھوڑنا آپ کا طریق ہے۔ بلکہ اتنا پیار آپ ان سے فرماتی ہیں کہ وہ اکثر بہت سر چڑھ جاتی ہیں۔آپ کا معیار عصمت عام نقطہ نظر سے بہت ہی بلند ہے۔ یہ ایک خصوصیت آپ کے اخلاق کی مدنظر رکھنے کے قابل ہے عورت کی عزت کے بے حد نازک ہونے کے متعلق اکثر نصیحت فرماتی ہیں۔ عورتوں کا بھی آپس میں زیادہ بے تکلف ہونا یا فضول مذاق وغیرہ آپ کو بے حد گراں گزرتا اور ناپسند ہے۔ جو بیوی اپنے شوہر سے زیادہ محبت کرے۔اس کے ذکر سے خوش ہوتیں اور پسندیدگی کا اظہار فرماتی ہیں۔

شکوہ اور چغلی سے آپ کو از حد نفرت اور چڑ ہے۔نہ سننا پسند کرتی ہیں نہ خود کبھی کسی کا شکوہ کرتی ہیں۔اس معاملہ میں آپ کا وقار بہت بلند درجہ ہے کہ کبھی شکوہ کرنا یا کسی کی جانب سے تکلیف پہنچے تو اس کا اظہار کرنا پسند نہیں فرماتیں۔نہ یہ پسند فرماتی ہیں کہ کوئی دوسرا اس کو محسوس کر کے آپ کے سامنے اس کے جاننے تک کا اظہار کرے۔

مرضی کے خلاف بات کو اکثر سنی ان سنی کر دیتی ہیں۔اور یہ نہیں پسند فرماتیں کہ وہ ذکر زبانوں پر آئے یا کسی کی جانب سے گستاخانہ یا خلاف بات کا آپ کے علم میں آجانا ہم لوگوں تک پر ظاہر ہو۔

کل احمدیہ جماعت سے آپ کی سچی مادرانہ محبت بھی ایک خصوصیت سے قابل ذکر چیز ہے آپ کو خدا نے یونہی ماں نہیں بنایا بلکہ میں دیکھتی ہوں کہ ایک ماں کی تڑپ بھی ہر فرد کے لئے آپ کے دل میں بے حد رکھ دی ہے۔عام جماعت کے لئے، خاص افراد کے لئے خصوصاً (مربیان) کے لئے بہت التزام سے دعائیں فرماتی ہیں اور تڑپ سے فرماتی ہیں۔بعض دفعہ کسی کا ڈاک میں خط آتا ہے تو ایسی تڑپ سے باآواز بلند اس کے لئے دعا فرماتی ہیں کہ پاس بیٹھنے والوں کے دل میں بھی حرکت پیدا ہو جائے۔ میں نے بھی اکثر صرف حضرت والدہ صاحبہ کے نام پر خط پڑھ کر اور آپ کی تڑپ دیکھ کر بہت لوگوں کے لئے دعائیں کی ہیں کیونکہ اکثر خط آپ کو سنانے پڑتے ہیں۔ صرف لکھنے والوں پر موقوف نہیں۔بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ جنہوں نے کبھی خاص تعلق حضرت والدہ صاحبہ سے ظاہر نہیں رکھا۔ان کے لئے بیٹھے بٹھائے خیال آگیا ہے۔اور آپ پھڑک پھڑک کر دعا فرما رہی ہیں۔ (اکثر پرائیویٹ مجالس میں) باآواز بلند خدا کو پکارنے اور باآواز دعا کرنے کی آپ کی عادت ہے۔ استغفار بہت کثرت سے فرماتی ہیں۔

شادی کے موقع پر نصائح

مجھے جو شادی کے ایام میں نصائح کی تھیں وہ بھی تحریر کر دینا میرے خیال میں مفید ہوگا۔

☆فرمایا اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے۔اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

☆اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے۔اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

☆کبھی ان کے غصہ کے وقت نہ بولنا تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں۔اور تم کو علم ہو کہ اس

وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا، کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا ہی کرے گا۔

ہر ایک کا بھلا چاہو

فرمایا میں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے۔ میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے۔ یہ تو آپ کو علم ہی ہوگا۔ کہ آپ کی شادی سترھویں سال میں ہوئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ وہابی ہونے کے سبب سے صرف والد (حضرت نانا جان) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا۔ ہماری دادی تو بہت روتی تھیں کہ کہاں لڑکی کو (نعوذ باللہ) جھونک رہے ہو۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن خود میں نے سنا۔ کہ ''ابا'' ''اماں'' (نانی اماں) کی خلاف باتوں اور رونے دھونے کے جواب میں کہہ رہے تھے کہ ''ایسا داماد تو ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو نہیں ملے گا۔'' آپ نے ذکر فرمایا کہ ''جب تمہارے ابا مجھے بیاہ کر لائے تو یہاں سب کنبہ سخت مخالف تھا (شادی کی ہی وجہ سے غالباً) دو چار ملازم مرد تھے اور پیچھے سے بھی گھر والوں نے روٹی بند کر رکھی تھی گھر میں عورت کوئی نہ تھی صرف میرے ساتھ والی فاطمہ بیگم تھیں۔ وہ کسی کی زبان نہ سمجھیں۔ اور نہ ان کی کوئی سمجھے۔ شام کا وقت بلکہ رات تھی جب پہنچے۔ تنہائی کا عالم بیگانہ وطن۔ میرے دل کی عجیب حالت تھی اور روتے روتے میرا برا حال ہو گیا تھا۔ نہ کوئی اپنا تسلی دینے والا نہ منہ دھلانے والا۔ نہ کھلانے والا نہ پلانے والا۔ کنبہ بیگانہ۔ اکیلی حیران، پریشانی میں آن کر اتری۔ کمرے میں کھری چارپائی پڑی تھی۔ (جس کی پائینتی ایک میز پڑا تھا) اس پر تھکی ہاری جو پڑی ہوں تو صبح ہو گئی۔ یہ اس زمانہ کی ملکۂ دو جہان کا بستر عروسی تھا اور سسرال کے گھر میں پہلی رات بھی۔ مگر خدا کی رحمت کے فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اے کھری چارپائی پر سونے والی پہلے دن کی دلہن دیکھ تو سہی دو جہان کی نعمتیں ہوں گی اور تو ہوگی۔ بلکہ تاج شاہی تیرے غلاموں کے قدموں سے لگے ہوں گے ایک دن انشاء اللہ۔

(الفضل 25/اپریل 1952ء)

مکرم لطیف احمد طاہر صاحب

خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور ایک مباہلہ کے حالات

حضرت مولوی فتح الدین صاحب دھرم کوٹی حضرت اقدس مسیح موعود کے قدیم اور پرانے رفقاء میں سے تھے اور حضور کی محبت کے عشق کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے تھے جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ آئے دن ایسے رنگے ہوئے بزرگ ہم میں سے رخصت ہو رہے ہیں جو ہمارے لئے اور ہم سے بعد میں آنے والوں کے لئے اپنا اسوۂ حسنہ چھوڑ رہے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے واقعات اور حالات زندگی محفوظ کر لئے جائیں تاکہ بعد میں احباب جماعت کے کام آئیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

سائیں ابراہیم صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور نے مجھے بواسطہ مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل ایک تحریر ارسال کی ہے۔ جو سائیں ابراہیم صاحب کی املاء پر مولوی قمر الدین صاحب نے لکھی تھی اور اس پر بعض لوگوں کی شہادت بھی درج ہے۔ اس تحریر میں سائیں ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے ابتدائے دعویٰ میں دھرم کوٹ کے ہم پانچ کس نے بیعت کی تھی۔ یعنی خاکسار، مولوی فتح دین صاحب، نور محمد صاحب، اللہ رکھا صاحب اور شیخ نواب الدین صاحب۔

اس وقت رادھے خان پٹھان ساکن کروالیاں پٹھانان اچھا عابد شخص خیال کیا جاتا تھا۔ وہ دھرم کوٹ بگہ میں بھی آتا جاتا تھا اور مولوی فتح دین صاحب سے اس کی حضرت صاحب کے دعویٰ کے متعلق گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی اور بعض اوقات سخت کلامی تک بھی نوبت پہنچ جاتی تھی۔ 1900ء کا واقعہ ہے کہ رادھے خان مذکور دھرم کوٹ آیا اور مولوی فتح دین صاحب سے دوران گفتگو سخت کلامی کی۔ اس پر مولوی صاحب نے توبہ اور استغفار کی تلقین کی کہ ایسی باتیں حضرت صاحب کی شان میں مت کہو۔ مگر وہ باز نہ آیا اور کہا کہ میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ مباہلہ کر کے دیکھ لو۔ اس پر مولوی صاحب مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے اور مباہلہ وقوع میں آ گیا۔ مباہلہ کے بعد احمدی احباب نے آپس میں تذکرہ کیا کہ مباہلہ حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر کر لیا گیا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ اس پر حضور اقدس کی خدمت میں جانے کے لئے تیاری ہوئی۔ ہم پانچوں قادیان پہنچے۔ نماز عشاء کے بعد مولوی فتح دین صاحب نے حضرت مسیح موعود کو واقعہ مباہلہ سنایا اور کہا کہ ایسا ہو چکا ہے اور چالیس دن میعاد مقرر کی گئی ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے معاً فرمایا کیا تم خدا کے ٹھیکیدار تھے؟ تم نے چالیس دن میعاد کیوں مقرر کی؟ یہ غلط طریق اختیار کیا گیا ہے۔ یہ بھی دریافت فرمایا کہ مباہلہ میں اپنے وجود کو پیش کیا گیا ہے یا کہ ہمارے وجود کو؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حضور اپنا وجود ہی پیش کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ یاد رکھو کہ مباہلہ میں میرا وجود پیش کرنا چاہئے نہ کہ اپنا۔ اس کے بعد حضور کچھ دیر گفتگو فرما کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہے۔ پھر فرمایا میں دعا کرتا ہوں آپ بھی شامل ہو جائیں۔ دعا نہایت رقت بھرے الفاظ سے شروع ہوئی۔ عشاء کے بعد سے لے کر تہجد کے وقت تک دعا ہوتی رہی۔ آخر دعا ختم ہوئی اور حضور نے فرمایا۔ جاؤ دعا قبول ہو گئی ہے اور خدا کے فضل سے تمہاری فتح ہے۔ ہم لوگ اسی وقت واپس آ گئے۔ نماز فجر راستہ میں پڑھی۔ واپس آ کر ہم لوگ مباہلہ کے انجام کے منتظر رہے اور دعا کرتے رہے۔ حضرت اقدس نے بھی دعا جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ میعاد میں دس دن باقی رہ گئے تو رادھے خان نے آ کر پھر سخت کلامی کی اور اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر باہر جنگل میں دعا کرنے کے لئے چلا گیا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اس نے لوگوں کو کہا تھا کہ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس دعا کے بعد وہ اپنے گاؤں کو واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کی پنڈلی کی ہڈی پر چوٹ لگی۔ اس سے اس کے سارے جسم میں زہر پھیل گیا۔ رادھے خان جسم کا پتلا دبلا تھا۔ مگر اس چوٹ کی وجہ سے اس کا جسم پھولتا گیا حتیٰ کہ چارپائی سے بالشت بھر باہر اس کا جسم نکلا ہوا نظر آتا تھا اس بیماری میں مولوی فتح الدین صاحب اس کے پاس گئے اور توبہ و استغفار کی تلقین کی۔ مگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ پھر جب چالیس دن میں ایک دن باقی تھا تو وہ واصل جہنم ہوا۔

العبد (دستخط) ابراہیم بقلم خود ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ العبد (دستخط) محمد جان بقلم خود ضلع گورداسپور میں اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کتبہ قمر الدین مولوی فاضل (15 جولائی 1932ء) العبد نشان انگوٹھا روڑا احمدی ساکن دھرم کوٹ بگہ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی قمر الدین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں دھرم کوٹ بگہ سے اس روایت کو لے کر واپس قادیان آیا۔ تو ایک دن میں نے اس واقعہ کا ذکر چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی بی اے سے کیا تو وہ بہت محظوظ ہوئے اور کہا کہ یہ بہت عجیب واقعہ ہے۔ کسی دن دھرم کوٹ چلیں اور سائیں ابراہیم صاحب کی زبانی سنیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ کسی دن چلیں گے۔ چنانچہ ہم نے جانے کے لئے ایک دن مقرر کیا۔ بٹالہ تک گاڑی میں جانا تھا۔ رات کو بارش ہو گئی۔ صبح سویرے گاڑی پر پہنچنا تھا۔ باقی سب دوست تو پہنچ گئے۔ مگر چوہدری صاحب نہ پہنچ سکے ہم گاڑی پر چلے گئے۔ بعض دوست چوہدری صاحب کے نہ پہنچ سکنے پر افسوس کرنے لگے۔ مگر میں نے کہا چوہدری صاحب ضرور پہنچ جائیں گے۔ ہم بذریعہ گاڑی بٹالہ پہنچے اور وہاں سے دھرم کوٹ چلے گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ چوہدری صاحب سائیکل پر پہنچ گئے۔ دھرم کوٹ ہم نے پہلے سے ہی اطلاع کی ہوئی تھی کہ ہم لوگ فلاں غرض کے لئے آ رہے ہیں۔ چوہدری صاحب کے پہنچنے سے ہم سب خوش ہوئے کیونکہ درحقیقت یہ سفر انہی کی تحریک پر کیا گیا تھا۔ ایک مجلس منعقد کی گئی اور سائیں ابراہیم کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ سارا واقعہ مباہلہ سنائیں۔ سائیں صاحب موصوف نے سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر ایمان تازہ ہوتا تھا۔ ہمارے علاوہ اس مجلس میں مقامی جماعت کے لوگ بھی کافی تعداد میں شامل تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود کے رفیق بھی تھے۔ سب نے سائیں صاحب کے واقعہ مذکورہ سنانے پر تائید کی اور کئی احباب نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد دھرم کوٹ بگہ کے بہت سے احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسنون طریق مباہلہ یہ ہے کہ مباہلہ کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی جائے اور اسی واسطے حضرت صاحب چالیس روز میعاد کے مقرر ہونے پر ناراض ہوئے ہوں گے۔ مگر خدا نے حضرت صاحب کی خاص دعا کی وجہ سے چالیس روز میں ہی مباہلہ کا اثر دکھا دیا اور احمدیوں کو نمایاں فتح دے کر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا مگر یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جو حضرت صاحب کی خاص توجہ سے خدا نے خاص حالات میں پیدا کر دی۔ ورنہ عام حالات میں ایک سال سے کم میعاد نہیں ہونی چاہئے۔ آنحضرتؐ نے بھی جب اہل نجران کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا تو اپنی طرف سے ایک سال کی میعاد پیش کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ فرحان علی صاحب بی اے ریٹائرڈ انجینئر محکمہ انہار ساکن دھرم کوٹ بگہ نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ ان کے والد شیخ عزیز الدین صاحب بھی واقعہ مباہلہ مابین مولوی فتح الدین صاحب و رادھے خان پٹھان ساکن کروالیاں اکثر لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور جن باتوں کی وجہ سے وہ احمدیت کے حق میں متاثر ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم صفحہ نمبر 555 تا 558 روایت 583)

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کا ذکر خیر

کہنے کو تو یہ شعر کلیشے ہے کہ بار بار کی دہرائی ہوئی بات ہے مگر بعض اوقات ایسے شعروں کی معنویت ذہن کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے؟

ابھی پچھلے دنوں صاحبزادی امۃ الرشید بیگم کی وفات کی خبر سنی تو میرا بھی یہی حال ہوا۔ سبحان اللہ کیا شخصیت تھیں۔ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کی نواسی، حضرت خلیفہ ثانی کی بیٹی، حضرت خلیفہ ثالث اور رابع کی بہن اور حضرت خلیفہ خامس کی خالہ! اس ایک وجود میں کتنے پاک رشتے یکجا ہو گئے تھے۔ اب ایسا وجود کہاں پیدا ہوگا؟

سب سے پہلے تو ان کی امی حضرت سیدہ امۃ الحیٔ کا ایک خط یاد آیا جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ایک پیغام دینے کے لئے نئے خلیفہ حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مرض الموت کی شدت میں بھی انہیں بلا کر کہا تھا کہ میاں صاحب کو میرا پیغام دینا کہ آپ نے عورتوں میں قرآن پاک کے درس کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ کسی صورت میں بند نہ ہونے دیں۔ خط کے القاب تھے سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور نیچے مکتوب نگار کا نام لکھا تھا امۃ الحیٔ بنت نوردین۔ یہ خط تاریخ احمدیت جلد نمبر 3 صفحہ 512 میں چھپا ہوا ہے۔ کتاب میرے سامنے موجود نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ الفاظ یہی تھے۔ نئے امام کے ساتھ انتہا کی وفاداری کا اظہار اور اپنے عظیم باپ کا صرف اسم گرامی۔ بی بی امۃ الرشید اسی ماں کی اولاد تھیں ہم کم از کم پچاس برس تک ان کی مہربانیوں اور دعاؤں کے مورد رہے ہم نے انہیں خلافت کا بے حد عاشق اور وفادار پایا۔ ان کی زبان اور عمل سے کبھی کسی ایسی بات کا اظہار نہ ہوا جس سے کسی بڑائی یا تفاخر کا پہلو نکلتا ہو۔

ان کے حلقہ محبت میں آنے کی وجہ بڑی سادہ ہے۔ ان کے میاں عبدالرحیم احمد صاحب نے ایک بار ہمیں یاد فرمایا اور فرمایا بی بی آپ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب انہی کے ہاں قیام پذیر تھے ان سے دوستی اور جان پہچان تو اس زمانہ سے ہی تھی جس زمانہ میں ہم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دفتر میں کام کر رہے تھے اور صاحبزادہ موصوف ان کے دفتر میں نائب افسر تھے لاتے تھے شعر و ادب سے دلچسپی رکھنے کی وجہ سے دفتر سے باہر بھی ان سے ملنا جلنا رہتا تھا اور بعد میں بھی رہا۔ خیر ہم حاضر ہوئے گھر والوں نے بڑے تپاک اور محبت سے ہمیں بیٹھک میں بٹھایا۔ اتنے میں پردہ کے پیچھے سے ایک محبت بھری آواز آئی السلام علیکم میرا نام امۃ الرشید بیگم ہے میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ ہم اپنی بیٹی عزیزہ سری کو اردو میں ایم اے کروانا چاہتے ہیں کیا آپ اسے پڑھا سکیں گے؟ ہم حیران رہ گئے کہ ابھی تو ہم نئے نئے ایم اے ہیں کالج میں بھی ایف اے، بی اے تک کی کلاسوں کو پڑھاتے ہیں۔ ایم اے کے طالب علم کو پڑھانا بڑا مشکل ہوگا مگر ہم نے ہمت کر کے یہ سوچ کر ہاں کر دی کہ ایم اے کے طلباء کو پڑھنا پڑھانا خود ہی ہوتا ہے استاد تو محض اشارے اور رہنمائی ہی کرتا ہے۔ ہم نے ادب سے کہا صرف ایک شرط پر ہم یہ ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہیں کہ اس خدمت کے عوض آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ ہم نے عزیزہ امۃ البصیر کو پڑھانا شروع کر دیا اگر درمیان میں ان کی شادی نہ ہو جاتی تو وہ اچھے نمبر لے کر کامیاب بھی ہو جاتیں۔ اب تک یہ عالم ہے عزیزہ امۃ البصیر ہمیں وہی عزت اور احترام دیتی ہیں جو ایک استاد کا حق ہوتا ہے۔ پھر تو اس خاندان کے عزیزی ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد ہمارے شاگرد ہوئے عزیزہ امۃ الحیٔ کے میاں عزیزم ڈاکٹر خالد احمد عطا بھی میرے شاگرد ہیں۔ دوسرے دو داماد ڈاکٹر عبدالمالک شمیم احمد ہمارے سکول کے کلاس فیلو تھے اور ڈاکٹر میر داؤد احمد ہمارے دوست ہیں۔ یہ شاگردیاں دوستیاں تو اپنی جگہ بی بی امۃ الرشید نے ہمیں اپنے بیٹوں کی طرح چاہا اور احترام دیا اور دعاؤں میں یاد رکھا۔ ہم جب تک ربوہ میں تھے فون پر ان سے دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے اور دعائیں سمیٹتے رہتے تھے۔ ربوہ سے باہر سویڈن میں ہم پر دل کا بڑا شدید حملہ ہوا ہسپتال والوں نے فوری آپریشن کا فیصلہ کیا کہنے لگے آپ کا کوئی عزیز یہاں ہے ہم نے کہا ہاں ہے اور عزیزہ امۃ الحیٔ کا نمبر انہیں دیا عزیزہ امۃ الحیٔ اس کے میاں اور اس کے بچوں نے جس دلسوزی اور محبت اور محنت سے ہمارا خیال رکھا اور خدمت کی اس کا لفظوں میں اظہار کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس محبت کے پیچھے بی بی امۃ الرشید کی محبت بھری تاکیدیں شامل تھیں کہ اس غریب الوطنی میں ان کا بہت خیال رکھا جائے کہ میرے بچوں کے استاد ہیں اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ بی بی نے اپنا وعدہ نبھایا اور ہمیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ یہی محبت کا تعلق میری بیوی سے بھی ہے وہ بھی ان کو بہت عزیز ہیں ان کی بیماری کا سنا تو بیقرار ہو کر ربوہ سے عزیزہ امۃ الحیٔ کو سویڈن میں فون کیا اور خیریت دریافت کی اور حکم دیا کہ فوری طور پر ہمارے گھر جا کر ان کی طرف سے عیادت کی جائے۔ عزیزہ امۃ الحی چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بسوں پر سفر کرتی ہوئی آئیں اور امی کی طرف سے عیادت کی۔

سیدی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس نے بھی ان کی اس خوبی کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ حد سے زیادہ مہمان نواز تھیں۔ ہم اس کے عینی گواہ ہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کھانا میز پر لگا ہوا ہے مگر میاں عبدالرحیم احمد تناول نہیں فرما رہے کیوں؟ اس لئے کہ کوئی مہمان ہو تو اس کے ہمراہ کھانا شروع کریں۔ ایک بار ہم کھانے کے وقت موجود تھے ہم نے کہہ دیا ہم بھی تو مہمان ہیں فرمایا نہیں آپ تو گھر کا فرد ہیں مہمان اور ہوتا ہے اور اٹھ کر باہر گئے راہ چلتے کسی آدمی کو ساتھ لے آئے کہ آیئے کھانا کھایئے۔ یہ عادت بی بی امۃ الرشید نے اپنے نانا ابا سے ورثہ میں پائی تھی۔

یہی بات کوئی چھوٹی بات تو نہیں کہ فون کر کے باقاعدگی سے بیمار پرسی کرتی تھیں اور تاکید کرتی تھیں کہ احتیاط کریں اور پرہیز کریں دواؤں کے استعمال میں کوئی تساہل نہ دکھائیں دعائیں بھی اسی وقت کارگر ہوتی ہیں جب انسان اپنی جانب سے رعایت اسباب کا پورا خیال رکھے۔

بی بی ایک واقف زندگی کی بیوی تھیں۔ ان کی دوسری بہن بی بی امۃ القیوم ایک بہت بڑے سول سرونٹ اور افسر ایم ایم احمد کی گھر والی تھیں دونوں کے دنیاوی معیار میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ہم نے ایم ایم احمد کا گھر تو دیکھا نہیں مگر ان کے گھر میں وہ آسودگی تھی جو حقیقی قناعت اور تقویٰ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جب تک ان کا اپنا مکان نہیں بنا تھا ایم ایم احمد نے اپنی ربوہ والی کوٹھی انہیں رہنے کو دے رکھی تھی اس میں رہتی تھیں مگر اپنی واقف زندگی شوہر کے معیار زندگی کے مطابق رہتی تھیں اور اس معیار زندگی کے باوجود یتیم اور بے سہارا بچیوں کو پالنا پوسنا اور بیاہنا بھی ان کے مشاغل و فرائض میں شامل تھا۔ دو یتیم بچیوں کا تو ہمیں بھی پتہ ہے کہ کس طرح ان کے ہاں پلیں بڑھیں تعلیم حاصل کی اور انہی کے گھر سے رخصت ہو کر اپنے اپنے گھروں کی ہو گئیں اور اب ماشاءاللہ آل اولاد والی ہیں۔ ابھی پچھلے برس ان کے ہاں رہنے والی ایک یتیم بچی ہمارے بھانجے کے ساتھ بیاہی گئی۔ ہم بھی اس شادی میں امریکہ گئے ہوئے تھے آپ نے اس بچی کو اسی طرح اپنے گھر سے رخصت کیا جس طرح اپنی بچیوں کو مناسب جہیز دے کر رخصت کیا ہوگا۔ ان کا سارا خاندان اس بچی کی شادی میں پوری طرح مصروف و مستعد رہا حالانکہ بات صرف اتنی سی تھی کہ وہ یتیم بچی پاکستان سے آئی اور ایک سال سے بھی کم عرصہ تک ان کی خدمت اور دیکھ بھال پر مامور رہی آپ نے اس کی ماں بن کر اس کے لئے رشتہ ڈھونڈا اور بیاہ دیا۔ بی بی مجھے اور نسیم مہدی کو کہنے لگیں اب تو آپ سے سمدھیانہ بھی ہو گیا۔ بچی کو اسی طرح پیار سے گلے لگا کر رخصت کیا جیسے مائیں اپنی بیٹیوں کو کرتی ہیں۔ ان کی وفات پر وہ بچی امریکہ کے دوسرے کونے سے سفر کر کے اپنی مہربان ماں کے جنازے پر پہنچی۔

بی بی شاعرہ بھی تھیں۔ ہمارا خیال تھا صرف سخن فہم ہیں مگر دو چار برس پہلے امریکہ کے ایک مشاعرہ میں ہم مدعو تھے منتظمین نے اعلان کیا کہ اب صاحبزادی امۃ الرشید کا کلام فلاں صاحب سنائیں گے تو ہم حیران رہ گئے۔ نہایت پختہ کلام تھا۔ مشاعرہ کے بعد ہم دعائیں لینے کو انہیں ملنے گئے تو ہم نے حیرت کا اظہار کیا کہ آپ نے اپنا یہ کمال ہم سے بھی چھپائے رکھا۔ فرمانے لگیں کبھی کبھار لکھ لیتی ہوں مگر چھپوانے کی خواہش نہیں ہوتی ابا حضور کو تو اس بات کا پتہ تھا انہوں نے کبھی روکا نہیں۔ اب ان کی اولاد کا فرض ہے کہ وہ ان کے کلام کو ضائع نہ ہونے دے۔ ان کی سخن فہمی کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک بار ہم لاہور گئے ہوئے تھے واپس آئے تو عزیزی میاں ظہیر الدین منصور احمد کا ایک خط پڑا تھا اس میں لکھا تھا کہ امی نے بڑے اصرار سے حبیب جالب کو ربوہ بلانے کا کہا تھا وہ آئے ہوئے ہیں آپ تشریف لائیں۔ حبیب جالب تو اس وقت تک ربوہ سے واپس جا چکے تھے مگر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حبیب جالب کے کڑے وقت میں ان کی مدد کرنے کا اس سے بہتر طریق اور کیا ہو سکتا تھا کہ انہیں بلایا جائے ربوہ میں تو مشاعرے ہو نہیں سکتے تھے مگر اس کے بعد اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ربوہ میں مشاعرے کرنے کی اجازت مل گئی اور ہم نے عوامی مشاعرے میں بھی حبیب جالب کو مدعو کیا اور وہ آئے۔ ایوان محمود میں ہونے والا وہ مشاعرہ غالباً حبیب جالب کا آخری مشاعرہ تھا اس کے بعد تو وہ زیادہ بیمار ہو گئے اور مشاعروں میں

باقی صفحہ 6 پر

مکرم عامر شہزاد عادل صاحب معلم سلسلہ

’’مٹھی‘‘ صحرائے تھر کا قدیم اور تاریخی شہر

مٹھی جسے صحرائے تھر کا دل کہا جاتا ہے۔قدیم زمانے میں ایک بہت بڑا گاؤں تھا۔ جو بتدریج ایک دیہی شہر اور قابل ذکر تجارتی مرکز کی شکل اختیار کر گیا۔تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کم وبیش آٹھ سو سال پہلے یہ گاؤں موجودہ شہر سے ذرا فاصلے پر شمال کی طرف ریگزار میں گھرے ایک دیوہیکل خشتی ٹیلے پر آباد تھا۔اس ٹیلے کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

اس گاؤں کی بنیاد کب پڑی اور کیسے پڑی اور اس کا نام مٹھی کیوں اور کیسے پڑا اس حوالے سے تاریخ کچھ زیادہ رہنمائی تو نہیں کرتی۔لیکن کچھ روایات ہیں جو مختلف اندازوں اور قیاس آرائیوں کے ذریعے حقیقت کے قریب پہنچنے تک معاونت فراہم کرتی ہیں۔ انہی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس گاؤں کا نام ایک نیک خاتون ’’مٹھاں‘‘ سے منسوب ہے۔ جو کمہاروں کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔یہ خاتون غریب مگر ذہین ،حسن و اخلاق میں بے مثال اور مہمان نوازی میں لاثانی تھی۔مٹھاں نے اس ٹیلے پر اپنے وسائل سے کنواں کھدوایا۔تھر میں جہاں کہیں پانی کے وسائل میسر ہوتے ہیں تو آس پاس کے لوگ آ کر وہاں آباد ہو جاتے ہیں۔ مٹھاں کے کھدائے ہوئے کنویں کی کشش بھی بہت سے لوگوں کو قریب کھینچ لائی اور آہستہ آہستہ یہاں ایک بہت بڑا گاؤں آباد ہو گیا جو’’مٹھاں کے گاؤں‘‘ کے نام سے مٹھی مشہور ہو گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک بڑے شہر کی شکل اختیار کر گیا۔

کچھ روایات میں ہے کہ مائی مٹھاں کا تعلق کمہاروں کے قبیلے سے تھا جبکہ بعض روایات میں ہے کہ وہ ’’بجیر‘‘ قبیلے سے تھی۔اس سے قطع نظر کہ وہ کمہار قبیلے سے تھی یا بجیر قبیلے سے۔ تاریخ نے اسے اس کے اوصاف کی وجہ سے امر کر دیا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس شہر کی بنیاد 1200ء میں تھرپارکر کے حکمران راجہ میگھ نے رکھی۔مگر مؤرخین اس روایت کو مستند قرار نہیں دیتے۔تاریخ دان رائے چند ہرلحن اپنی کتاب ’’تاریخ ریگستان‘‘ میں لکھتے ہیں:

مٹھی تھرپارکر کا سب سے بڑا اور نمایاں شہر ہے۔جہاں درجنوں قبائل آباد ہیں جن میں غیر مسلموں کی بڑی آبادی شامل ہے۔غیر مسلم قبائل میں برہمن، میگھواڑ، کراڑ، گرڑا، سونارا، مالھی، کوہلی، بھیل کٹھی یعنی کھشتری جبکہ مسلم قبائل میں ارکاسائی، بجیر، پیچارا، حجام اور منگیپنار قابل ذکر ہیں۔

اس شہر کی قدامت کا اندازہ اس کے آثار سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جو ابھی تک موجود ہیں شہر کے مغرب میں قدیم علاقہ مٹھی کی تاریخی اہمیت کی زندہ شہادت ہے۔ یہاں گڈھی بھٹ پر قلعہ تھا۔اور مٹھی میں دوسرا قلعہ اس مقام پر تھا جہاں آجکل سیشن کورٹ ہے۔ مٹھی ہر دور میں جنگجوؤں اور طالع آزماؤں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔کئی نامور فاتحین اہل مٹھی کو میزبانی کا موقع دیئے بغیر نہ پلٹے نہ آگے بڑھے۔میر فتح علی خان تالپور نے سندھ فتح کرنے کے بعد اپنا اقتدار مستحکم کرنے کے لئے تھر کی طرف قدم بڑھائے۔ میروں نے جب تھرپارکر پر ہلہ بولا اور اس مہم میں انہیں مٹھی شہر پر فتح یابی ہوئی تو انہوں نے اس کا نام ’’فتح گڑھ‘‘ رکھ دیا۔

میر فتح علی خان نے 1780ء میں یہاں جنگی حکمت عملی کے تحت مضبوط قلعہ تعمیر کرایا۔ 1789ء میں شہر کی شرقی سمت ایک بڑے ٹیلے پر مورچے کے طور پر ایک اور چھوٹا سا قلعہ تعمیر کرایا جو بتایا جاتا ہے کہ 1844ء میں زلزلے کی بھینٹ چڑھ گیا۔تخت وتاج کے متوالے میروں کا ستارہ عروج پر تھا وہ مٹھی پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر وہ خدا ترس مائی مٹھاں کا نام مٹانے سے معذور رہے۔ نئے نام کو سماج نے قبولیت نہیں دی۔ فتح گڑھ تاریخ کے اندھیروں میں کھو گیا اور مٹھی آج بھی مٹھی ہے۔1990ء سے مٹھی کو ضلع تھرپارکر کے صدر مقام کی حیثیت حاصل ہے۔

(عظیم صحرا کے تھر کی زندگی تہذیب وتاریخ، صفحہ 197 تا صفحہ 199 ،از سعید خاور، سن اشاعت جولائی 2009ء ویلکم بک بورڈ اردو بازار کراچی)

شہروں کے نام اپنے اندر تاریخ سمیٹے ہوتے ہیں۔ یہ صرف نام نہیں رہ جاتے بلکہ تاریخ بن جاتے ہیں۔اور تاریخ بدلنے سے اور بھی بہت سی چیزیں بدل جاتی ہیں۔

احمدیت کے حوالے سے مٹھی شہر کی تاریخی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔صحرائے تھر میں جماعت احمدیہ کا پودا لگے ہوئے نصف صدی ہونے کو ہے اس کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خلیفہ بننے سے قبل جب ناظم ارشاد وقف جدید تھے تو انہوں نے 1960ء میں یہاں کا دورہ کیا تھا۔اس لحاظ سے یہاں کی سرزمین کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خلافت سے پہلے قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔

ریت کے بلند و بالا ٹیلوں میں گھرا ہوا یہ قدیم اور تاریخی شہر جماعتی نقطۂ نظر سے منفرد حیثیت رکھتا ہے جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس اور احمدیہ گیسٹ ہاؤس کی خوبصورت عمارت قابل دید ہیں۔اس کے علاوہ مٹھی میں جماعت احمدیہ کا المہدی ہسپتال اور محمد صدیق بانی آئی یونٹ قائم ہے جو نہ صرف مٹھی کے قرب و جوار سے بلکہ صحرائے تھر کے دور دراز اور پسماندہ علاقوں سے روزانہ آنے والے سینکڑوں غریب اور نادار افراد کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے دن رات خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

آپ کبھی مٹھی جائیں تو ان خوبصورت مقامات کو دیکھنا نہ بھولئے گا۔

بقیہ صفحہ 5 پر

جانے کے قابل ہی نہیں رہے۔یادش بخیر اس مشاعرہ میں دوسرے مشہور شعرا کے علاوہ منیر نیازی، قتیل شفائی، حبیب جالب شرکت کیلئے لاہور سے آئے تھے ہمارے ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اور چنیوٹ کے اے سی جو مشاعرے کی پہلی صفوں میں بیٹھے تھے حیران کہ ایسے بڑے بڑے شعراء ربوہ کے مشاعرے میں شرکت کے لئے کیسے آ گئے ہیں؟ میں نے انہیں بتایا کہ اے کاش آپ نے ہمارے کالج کے اچھے زمانے کے مشاعرے دیکھے ہوتے تو آپ لوگوں کو حیرت نہ ہوتی ! حبیب جالب کو ربوہ بلانے میں اولیت کا سہرا بی بی امۃ الرشید کے ذوق سلیم کے سر ہے۔ بی بی امۃ الرشید کی باتوں میں عجیب کشش تھی ۔ پردہ کے پیچھے بات کر رہی ہوں یا ٹیلی فون پر گفتگو ہو رہی ہو بات ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا جی چاہتا تھا کہ آپ بولتی رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ گفتگو موضوع جماعت اور جماعت کے افراد اور جماعت کا ماحول ہی ہوتے اس دائرہ سے کبھی باہر نہیں جاتی تھیں۔ میں اپنے قلم سے یہ بات لکھتا ہوا اچھا نہیں لگتا مگر حقیقت یہ تھی کہ جب بھی ہماری گفتگو ہوتی بات کا رخ ہماری کتاب ’’احمدیہ کلچر‘‘ کی طرف موڑ لیتیں اور اس میں بیان کردہ باتوں کی تصدیق میں اپنے واقعات و تجربات بیان فرماتیں اگر اس کتاب کا نیا ایڈیشن طبع ہونے کی نوبت آئی تو بہت سی ایسی باتیں اس میں معرض بیان میں آئیں گی جن کا بیان اور جن کی تصدیق بی بی امۃ الرشید نے کی ہوگی۔

صاحبزادی امۃ الرشید کی تربیت کا فیض ہے کہ ان کی اولاد بھی دینداری اور قناعت کے اوصاف سے متصف ہے۔ سب ہی جماعت کی اپنی سی خدمت کرتے ہیں کیا بیٹیاں کیا بیٹا کیا داماد سب جماعت کی طرف سے مفوضہ فرائض خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا حافظ وناصر ہو۔

ایثار ضروری امر ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے، اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض ، دوسرے نوافل۔ فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اتارنا۔ یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں، یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا۔ یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور مکمّلات اور متمّمات فرائض کے ہیں ...... حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہو رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ، پاؤں حتی کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 9)

’’دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا ...... ’’حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے‘‘ (ال عمران:93) کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ ابنائے جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیوں کر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں ......(ال عمران:93) اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکرؓ کی زندگی میں للّہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہؐ نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 368,367)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم عقیل احمد صاحب کارکن نظارت اصلاح وارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 18 نومبر 2013ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام عدیل احمد عطا فرمایا ہے۔ موصوف وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ زچہ اور بچہ کو صحت و سلامتی والی فعال زندگی عطا کرے اور دین و دنیا کی حسنات کا وارث بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم رانا سعید احمد وسیم صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

مکرم کوثر محمود بلوچ صاحب پاکستان چپ بورڈ جہلم کا گزشتہ ہفتے ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور دائیں ٹانگ کا گھٹنا اور بائیں بازو کی کلائی فریکچر ہوگئی تھی۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپریشن ہوا اور اب پہلے سے قدرے بہتر ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم عبدالرزاق صاحب بھٹی صدر محلہ بشیر آباد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم عطاء المنعم بھٹی صاحب ہالینڈ کی شادی مکرمہ ملیحہ حنان صاحبہ بنت مکرم عبدالمنان کوثر صاحب پبلشر ماہنامہ انصاراللہ۔ محلہ دارالفضل شرقی ربوہ کے ہمراہ 26/اکتوبر 2013ء کو انجام پائی۔ جبکہ 27/اکتوبر کو الرفیع بینکوئیٹ ہال ربوہ میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ 27/اکتوبر کو دعوت ولیمہ کے موقع پر میری بیٹی مکرمہ نمود سحر بھٹی صاحبہ کی رخصتی ہمراہ مکرم کاشف محمود ورک صاحب مربی سلسلہ سویڈن ابن مکرم محمود احمد صاحب ورک عمل میں آئی۔ مذکورہ ہر دو تقریبات کے موقع پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔ مکرم عطاء المنعم بھٹی صاحب اور مکرمہ نمود سحر بھٹی صاحبہ مکرم عبدالوحید بھٹی صاحب مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ غانا کے بہن بھائی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت فرمائے۔ دین و دنیا کی حسنات سے وازے اور نیک و صالح نسلوں سے نوازے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شیخ مسعود احمد صاحب استاد جامعہ جونیئر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ امۃ الحفیظ بشریٰ صاحبہ آف سبی بلوچستان مورخہ 7 نومبر 2013ء کو بعمر 64 سال بعارضہ بریسٹ کینسر وفات پا گئیں۔ مورخہ 9 نومبر 2013ء کو 10 بجے صبح آپ کی نماز جنازہ احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر محترم راجہ منیر احمد خان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ بعمر 16 سال نظام وصیت میں شامل ہوئیں اس وقت آپ دسویں کلاس کی طالبہ تھیں۔ آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایم۔اے عربی کیا۔ آپ پنجوقتہ نماز کی پابند اور صلح جو طبیعت کی مالک تھیں۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اماء اللہ سبی خدمات بجا لاتی رہیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں 4 بیٹے مکرم شیخ نعیم احمد صاحب لاہور، مکرم شیخ مجیب احمد صاحب کراچی، مکرم شیخ محمود احمد صاحب سبی، خاکسار اور ایک بیٹی مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم عاصم ربانی صاحب جرمنی سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ رفیق حضرت مسیح موعود حضرت حکیم دین محمد صاحب کی نواسی، مکرم ملک برکت اللہ صاحب مرحوم سابق صدر جماعت کسووال کی بڑی بیٹی، مکرم شیخ فضل حق صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ سبی بلوچستان کی بہو، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مرحوم سابق ناظر اعلیٰ قادیان کی بھتیجی، مکرم انعام الحق کوثر مربی سلسلہ امریکہ کی بھابھی، مکرم نوید مبشر صاحب استاذ جامعہ جونیئر کی ممانی اور مکرم احتشام الحق کوثر مربی سلسلہ مارشل آئی لینڈ کی تائی تھیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم امان اللہ بلوچ صاحب معلم وقف جدید 327/H.R مروٹ بہاولنگر تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم حافظ عبدالخالق صاحب بستی سہرانی ضلع ڈیرہ غازی خان مورخہ 20 نومبر 2013ء کو بعمر 83 سال بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پا گئے۔ مرحوم حافظ قرآن تھے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان سے پڑھے ہوئے تھے۔ پاکستان کی مختلف جماعتوں میں آپ کو رمضان میں نماز تراویح پڑھانے کی توفیق ملی۔ مورخہ 21 نومبر 2013ء کو بعد نماز مغرب بیت المہدی ربوہ میں محترم قمر الحق صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد محترم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب وکیل المال ثالث تحریک جدید نے دعا کروائی۔ مرحوم نے بیوہ اور خاکسار کے علاوہ چھ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم عبدالمنان صاحب آف ڈی جی خان، مکرم کلیم اللہ صاحب مددگار کارکن وکالت دیوان ربوہ، مکرم سیف اللہ صاحب مددگار کارکن وکالت مال ثالث ربوہ، مکرم سمیع اللہ صاحب واپڈا ڈیرہ غازی خان، مکرم محمد آصف صاحب بستی سہرانی ڈیرہ غازی خان ایک بیٹی اور بیٹا غیر شادی شدہ چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد صاحب محمود کلاتھ سٹور ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری والدہ محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب سابق سیکرٹری مال حلقہ ماڈل ٹاؤن کراچی مختصر علالت کے بعد مورخہ 19 نومبر 2013ء کو بعمر 79 سال وفات پا گئیں۔ ہماری والدہ مخلص احمدی، نماز روزہ کی پابند، تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کرنے والی تھیں نماز فجر کے لئے وضو کر رہی تھیں کہ مالک حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حلقہ ماڈل ٹاؤن کراچی میں مکرم اقبال احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی موصیہ ہونے کی وجہ سے آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ دارالضیافت ربوہ میں 20 نومبر کو مکرم نسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی آپ ہی نے کروائی۔ آپ نے اپنی یادگار دو بیٹے مکرم چوہدری عبدالباسط صاحب سیکرٹری مال حلقہ ماڈل ٹاؤن، مکرم چوہدری عبدالوحید صاحب سیکرٹری وقف نو حلقہ ماڈل ٹاؤن کراچی، میرے علاوہ چار بیٹیاں مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری منور علی صاحب، مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ حلقہ اہلیہ مکرم چوہدری نثار احمد صاحب، مکرمہ امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد ناصر صاحب واہ کینٹ اور مکرمہ سمیرا حمید صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ از صفحہ 8 ایم ٹی اے کے پروگرام)

6:30 am	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ جرمنی
7:30 am	ہماری تعلیم
8:00 am	نور مصطفویؐ
8:20 am	قرآن کوئیز
9:25 am	آسٹریلین سروس
9:55 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 30 جولائی 2010ء
1:00 pm	ریئل ٹاک
2:00 pm	سوال و جواب
3:10 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	سواحیلی سروس
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2008ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:00 pm	دینی و فقہی مسائل
8:35 pm	آخری زمانہ کی علامات
9:35 pm	فیتھ میٹرز
10:35 pm	الترتیل
11:05 pm	عالمی خبریں
11:35 pm	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

ایم ٹی اے کے پروگرام

3 دسمبر 2013ء

12:35 am ریئل ٹاک
1:40 am راہ ہدیٰ
3:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2008ء
4:10 am تقاریر جلسہ سالانہ قادیان
4:40 am آداب زندگی
5:20 am عالمی خبریں
5:40 am تلاوت قرآن کریم
5:50 am الترتیل
6:20 am حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
7:30 am کڈز ٹائم
8:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 8 فروری 2008ء
9:00 am تقاریر جلسہ سالانہ قادیان
9:35 am سیرت حضرت مسیح موعود
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am یسرنا القرآن
12:00 pm خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 27 جون 2010ء
1:00 pm نور مصطفوی
1:25 pm آسٹریلین سروس
1:50 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 29 نومبر 2013ء (سندھی ترجمہ)
5:05 pm تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm یسرنا القرآن
6:00 pm ریئل ٹاک
7:00 pm بنگلہ پروگرام
8:00 pm سپینش سروس
8:45 pm قرآن کریم کوئز
9:55 pm ہماری تعلیم
10:15 pm نور مصطفوی
10:30 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm جلسہ سالانہ جرمنی

4 دسمبر 2013ء

12:30 am خطبہ جمعہ فرمودہ 29 نومبر 2013ء (عربی ترجمہ)
1:30 am آسٹریلین سروس
2:00 am جمہوریت سے انتہا پسندی تک۔ مذاکرہ
2:55 am قرآن کوئز
4:00 am سوال و جواب
5:15 am عالمی خبریں
5:30 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث۔

(باقی صفحہ 7 پر)

ربوہ میں طلوع و غروب 29۔نومبر

طلوع فجر	5:22
طلوع آفتاب	6:46
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:07

گل احمد، نشاط، اتحاد اور فردوس کی مکمل ورائٹی
نیز بہترین فینسی ورائٹی کا مرکز
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ (نزد اقصیٰ چوک) ربوہ: 92-47-6213312

تمام۔ پرانی پیچیدہ اور ضدی امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

Skylite .communications — **STAFF REQUIRED**
Minimum Graduate Required with Computer Knowledge

JOB OPPORTUNITY	SALARY
PHP Developer	Rs. 30,000
Senior Web Developer	Rs. 20,000
Manager Sales & Marketing	Rs. 35,000
Sales Representative (Online Marketing)	Rs. 15,000

Send your CV to: jobs@skylite.com
SKYLITE COMMUNICATIONS
Gol Bazar Rabwah First Floor Bank Al-Falah Phone: 0476215742

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ڈسکاؤنٹ مارٹ
پرفیومز، ہوزری، کاسمیٹکس، جیولری مناسب دام
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0333-9853345,0343-9166699

اٹھوال فیبرکس
چکن بریزہ، جرمن لیلن، اتحاد کاٹن، بے بی کاٹن لیلن
شرٹ پیس، مرینہ شرٹ پیس اور شال کی زبردست ورائٹی
پروپرائٹر: اعجاز احمد طاہر اٹھوال 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

FR-10

STUDY IN GERMANY

www.ErfolgTeam.com *in EXCLUSIVE affiliation with German Universities & Institutes offer you:*
Session-April -2014 Admissions Open

1. Quick Package for Universities in Germany
Start learning German language in Germany
Opportunities for Intermediate (12th Class), Bachelors & Masters Students in all fields
No need to learn German language in Pakistan
(Starting installment only 2000Euros)
FEE PAYABLE DIRECTLY TO THE SCHOOL IN GERMANY
Time duration for the whole process/embassy appearance: around 4 to 6 months

2. Direct Package at FH Aachen University in Germany
ENGINEERING & BUSINESS PROGRAMS
From foundation year till Masters **ALL STUDY IN ENGLISH LANGUAGE**
basic requirement Matriculation/O-level/First year/Intermediate
NO BANK ACCOUNT NEEDED FOR VISA
First year + accommodation (17,000Euros total) + Bachelors & Masters is almost free, 85 Euros per month
FEE PAYABLE DIRECTLY TO FH AACHEN UNIVERSITY GERMANY
For further information please visit our partner university´s homepage
http://www.fh-aachen.de/en/university/freshman/program/

3. Comfort Package with ErfolgTeam: The students who cannot afford the above mentioned packages may also apply in comfort package, in which you have to do German language in Pakistan beforehand. In this way, save the language fee in Germany. Admission also possible in English program.
Requirement: Students with Intermediate, Bachelors or Masters background
3 to 6 months German language in Pakistan

Consultancy + Admission + Documentation + Preparation
Even after reaching Germany, pick up service from Airport till University
Please contact your ErfolgTeam in Germany
Office Tel +49 7940 5035030, **Fax** +49 7940 5035031 **Mob**: +49 176 56433243
Web: www.ErfolgTeam.com **Email:** info@erfolgteam.com **Skype ID**:erfolgteam